جلد ۵ | دوشنبہ ۲۸ شعبان المعظم ۱۳۱۷ھ مطابق یکم جنوری سنہ ۱۹۰۰ء | نمبر ۱

مقدمۂ پنچیش

وائسرائے ہو تو ایسا ہو

سنہ ۹۹ یوں تو ہر طرح ہندوستان کیلئے منحوس ثابت ہوا مگر اسطرح مبارک بھی ایسا نکلا کہ آجتک کوئی سال ایسا نہ نکلا۔ یعنے اس میں ایک ایسے وائسرائے کی آمد ہوئی جو نہایت ہی بیدار مغز اور عالی ظرف ہیں اور رعایا پروری کا رات دن خیال رکھتے ہیں ہم اس وجہ سے اونکی تعریف نہیں کرتے ہیں کہ وہ حاکم وقت ہیں۔ اپنا تو یہ دستور العمل ہے اور ایمان [illegible] کہینگے ایمان ہے تو سب کچھ نہ خواہ مخواہ تعریف کے پل باندھنا [illegible] حضور وائسرائے بہادر کے [illegible] واقف ہیں کہ [illegible] فرزند [illegible] خیر خواہ [illegible] ہیں مگر رعایا کی بہبودی آرام کیلئے کی باتیں

حضور پنچ بہادر کا فرمان

ماہ دولت والا اقبال نے خادمان تابع فرمان کی بے لوث عرضداشتوں پر توجہ فرماکے دو ورق کا اضافہ منظور فرما لیا ہے۔ حضور اینجانب کی رعایا کو بھی چاہیے کہ عقیدت کیشی اور نیازمندی کیساتھ ماہ دولت کا نذرانہ مبلغ تین روپے سکہ چہرہ شاہی خدمت والا درجت میں پیش کرے اور ساتھ کے ساتھ یہ بھی نوٹس جاری کردیا جاتا ہے کہ جنہوں نے دسمبر کی ۱۵ تاریخ کے بعد معمولی نذرانہ پیش کیا ہو وہ ایک ایک روپیہ اور نذر کریں اور جنہوں نے ششماہی درشن کیلئے [illegible] نذر کیا ہو وہ آٹھ آٹھ آنہ اور بھیجدیں ورنہ وہ معاملہ ختم ہو [illegible] رفتہ رفتہ [illegible] صاحب کے حضور اینجانب کے دیدار فیض آثار سے محروم کردئیے جائینگے متفرق نذرانہ [illegible]

اُنیس سو آئے

انگریزی ہر چیز سانچے کی ڈھلی ہوئی ہوتی ہے نام تو سنہ ۱۹۰۰ مگر حاصل ایک کوڑی بھی نہیں۔ زبانی تسکین کر لیجئے کہ ۱۹۰۰ آئے۔ ضرور [illegible] ہم تو ابھی سے اگر یہ بھی ۹۹ ہی کیطرح لوگوں کو اپنے چھیر میں ڈالکر حیران کرینگے تو [illegible] تسکین ہی بہت ہے کہ ۹۹ نے تو [illegible] کوئی دقیقہ ظلم اور تعدی کا چھوڑا نہیں ہے جو یہ پورا کرینگے۔ اور اگر کہیں خدانخواستہ انہوں نے بھی وہی ولایتی روش پرانی چال اختیار کی تو ستم ہی ہو جائیگا۔ اسلئے اینجانب ابھی سے انکے کان کھولے دیتے ہیں کہ اگر نیک چال اختیار کروگے تو ٹھیک ہے۔ ورنہ یاد رکھنا کہ اگر کسی قسم کی بھی بدعنوانی کی تو بارہ مہینے کے بعد اینجانب کان پکڑ کر نکال باہر کردینگے

اشاعت کا طریقہ

دیکھئے تو صحیح ہی اسلام کی حقیت اچھی طرح
سے ثابت ہوجاتی ہے۔ پادریوں کی کوشش
مذہب انتشار الیہ کا صرف اکثر بربادہی جایا
کرتا ہے باوجود بعض بات کے کہ عیسائی مذہب
اختیار کرنیوالے کو اپنی آئندہ زندگی فراغت اور
استطاعت کے ساتھ بسر کرنیکی امید ہوتی ہے
برخلاف مذہب اسلام قبول کرنیوالے کے اوس
کو سب سے بڑا اندیشہ اسی بات کا رہتا ہے کہ
وہ اپنی آئندہ زندگی کیا کیا کر بسر کریگا۔ علاوہ
اسکے اسلام کی اشاعت کیلئے کسی طرحکا کوئی
بندوبست اہل اسلام کی طرفسے نہیں۔ نہ اسلام
کو اسقدر استطاعت اور تمول حاصل ہے کہ وہ
کسی نو مسلم کے واسطے کوئی خاص طرحکا انتظام
کرسکیں۔ غرضکہ کوئی انجمن کوئی کمیٹی اہل اسلام
کی طرفسے ایسی نہیں کہ جس میں ترقی اسلام
کی کچھ بھی کوشش کیجاتی ہو۔ اسلام ایک غریب
گھر سے شایع ہوا اور ہنوز اوسے غربت ہی
ہے۔ جو شخص عیسائی ہوتا ہے۔ پادریوں کی
طرفسے اوسکے لئے قسم قسم کی آسائشوں کے سامان
کئے جاتے ہیں۔ اونکی شادیاں ہوتی ہیں اونکی
تنخواہیں مقرر کیجاتی ہیں ہر طرح اونکی دلجوئی
اور خاطرداری ہوتی ہے اور ہزاروں پادری
مذہب عیسائی کی اشاعت کے لئے رات
دن کوششیں کرتے رہتے ہیں اور پھر اونہیں
جیسی کامیابی چاہیئے ویسی حاصل نہیں ہوتی۔
اب اسلام کی حالت ملاحظہ فرمائیے کہ
باوجودیکہ اہل اسلام کی طرفسے اسکا کوئی انتظام
نہیں لیکن دن دونی رات چوگنی ترقی ہوتی جاتی
[illegible]

مشرف باسلام ہوئے

انکے ساتھ انکے دو صاحبزادے اور دو بہوئیں اور
خسر دامن نے بھی اسلام قبول کیا۔ یہ جلسہ بھی قابل
دید تھا۔ چونکہ انکے مسلمان ہونیکی خبر پہلے سے
شایع ہوچکی تھی بمبئی سے ہزاروں اہل اسلام
خاص اوس جلسے میں شریک ہونیکی غرض
سے باندرہ گئے تھے علاوہ عام مسلمانوں کے
علما اور عمائدین بھی اس متبرک جلسے میں شریک
تھے۔ شریعت پناہ جناب قاضی بڑے صاحب
نے ارکان اسلام تعلیم فرمائے اور مذکور مسلم
صاحب مع اپنے صاحبزادوں کے شریک نماز
جمعہ ہوئے۔ بعد نماز کے اپنے بنگلہ پر تشریف
لیگئے۔ وہاں مجلس میلاد منعقد کی مگر مسلمان
اپنے نئے اسلامی بھائی کی زیارت کے اشتیاق
سے اس قدر جوق جوق آتے تھے کہ وہ مجلس
بہت جلد ختم کرکے اونہیں اپنے مشتاق بھائیوں
کی خاطر مدارات میں مصروف ہونا پڑا واقعی
یہ جلسہ علاوہ اہل اسلام کے غیر فرقوں کو بھی
ایک مدت تک یادگار رہیگا۔ دیکھیے کوئی
بعد جلسہ اس طرحکا کب دیکھنے میں آتا ہے
حضرات موصوف کے اسلامی نام یہ ہیں:۔
برہان الدین ابن اصفہان علی۔ پیر محمد
اور علیشاہ۔ مستورات کے نام مریم بی بی
عائشہ بی بی اور فاطمہ بی بی۔ مستورات کو
ارکان اسلام تلقین کرنیکے لئے جناب قاضی
صاحب ممدوح بنگلہ پر تشریف لیگئے تھے جہاں
ایک جم غفیر اہل اسلام کا جمع تھا۔ خداوند عالم
آئے دن اسلام کو ترقی پر ترقی نصیب کرے اور
ان حضرات کو بھی بطفیل اپنے حبیب احمد مجتبی محمد
مصطفی صلعم پیروی ارکان کی توفیق عطا فرمائے۔

عجیب مقدمہ

بات تیرے زمانکے دم میں تھوا اگلے لوگ تیرھویں
صدی ہی کو بدتر رہے سمجھتے مگر چودھویں صدی نے
وہ وہ تماشے دکھلائے کہ تیرھویں صدی کے سب
کارنامے باطل ہوگئے۔ نہ دوستوں میں دوستی رہی
نہ یاروں میں وفاداری۔ دوست تو دوست عزیز
اقارب بھی بیٹے پوتے اوکھڑنے لگے اور بڑا آنادشترا
چھوڑکر نئی روشنی کے اجالے میں نئی روش اختیار
کی اور بعضوں نے تو ایسے ایسے کارنمایاں دکھلائے
کہ لوگ دنگ ہو ہو کر رہ گئے۔ آجکل ایک مقدمہ ایسا بھی
کی نظر سے ایسا گذرا کہ واہ ہی واہ ایک شخص عبدالحفیظ
ولد عبدالستار نامی نے اپنے باپ کے بہنوئی پر فوجداری
میں ایک نالش دائر کی دو چار اپنے عزیز
اور اوسکے شامل ہوگئے کہ تم کیوں گھبرائے ہو
ہم تیلی کا سہارا دینے کو موجود ہیں اور یہاں تک
کہ دو وکیل کرادئیے جنمیں سے ایک صاحب کا نام
مسٹر پرے اور دوسرے صاحب کا نام مسٹر ولنکر
تھا۔ جب ادھر سے دو دو وکیل کئے گئے تو لاچار
مدعا علیہ کی طرفسے بھی ایک وکیل مسٹر کاپڑیا
بلائے گئے۔ جب مقدمہ پیش ہوا تو مسٹر کاپڑیا
وکیل مدعا علیہ نے مدعی عبدالحفیظ سے پوچھا
کہ مدعا علیہ منشی محمد عابد تمہارے کون ہیں۔ اس
کے جواب میں مدعی نے بیان کیا کہ میرے باپ کو
بہنوئی۔ اس جواب پر جو لوگ جو اوسوقت
عدالت میں تھے اونہوں نے دل ہی دل میں خوب
قہقہہ اوڑایا۔ غرضکہ دو ایک سوالوں کے بعد فوراً
سے بھی پیشتر یہ مقدمہ خارج ہوگیا۔ بعض کہتے
ہیں کہ جسنے اپنے بہنوئی پر مقدمہ چلایا وہ در
اصل کرنیل سالا تھا۔

یہ آیا وہ گیا

لیجئے حضرت سنہ ۹۹ء جان نزع کی فوقش کرتے آئے تھے کل اسکا ہی خاتمہ الطبع ہو گیا - کل کی بات ہے کہ سنہ ۹۹ء کی خیر مناتے تھے آج اوسکی جان کو روتے ہیں کہ کمبخت موذی تھا بلا تھا - برباد کر گیا ستیاناس کر گیا - سیکڑوں کے گھر بٹھلوا دئے - ہزاروں کو زندہ در گور کر گیا - لاکھوں کو تحت الثریٰ میں پہونچا گیا - کمبخت تین سو ساٹھ دن میں ایک دن بھی چین نہ دیا - ۸۷۶۰ گھنٹوں میں ایک گھنٹہ بھی آرام نہ دیا - دن خلجان میں رات پریشانی میں کٹی - وہ وہ بلائیں نازل کیں وہ وہ تکلیفیں پہونچائیں کہ لوگوں کے ہوش اُڑا چکے حواس باختہ اُڑ گئی دم خاطفہ کر دئے - خیر جی ہم اپنی تو بھگت ہی لیں گے مضی ما مضی گذشت آنچہ گذشت - اور آئندہ بھی بر سر اولاد آدم ہر چہ آید بگذرد - ہمیں تو اسکا افسوس ہے کہ ہماری پیاری رعایا اور گورنمنٹ کو لوہے کے چنے چبانے پڑ گئے - خدا سنہ ۹۹ء کا پھر منہ نہ دکھائے کہ ۹۹ کے پھیر میں آ کر پھر کسی طرح کی مصیبت اُٹھانی پڑے - خیر جی اسکا منہ کالا ہوا اینجانب کو تو اب آئندہ کی فکر کرنا چاہئے - بھیا سنہ ۱۹۰۰ء اب تمہارا ہی آسرا ہے - کہیں تم بھی طوطے کی طرح آنکھ پھیر کر ہم دشمنوں میں اسیطرح بے آبروئی کرنے پر کمر باندھنا - بھیا دیکھو اب تمہارا ہی آسرا ہے - سنہ ۹۹ تو چلے ہی گئے جو اودھم کچھ بچا کچا بچا گئے - اب تو تم ہی تم ہو مگر تمہارے تیور تو ابھی سے بڑے بھلے نظر آتے ہیں - اگر یہی حال رہا تو خدا ہی کیا صورت ہوگی - تمنے تو آنے سے پیشتر ہی فیل فنا کی ٹھہرادی - اب ہم تم کو تو سبز قدم جب جانیں کہ تمہارے آتے ہی جھگڑا سب رفع دفع ہو جائے -

چالاکی اسکا نام ہے

فتح و ظفر کی نگرانی سب دھری رہی - اور یار لوگ اپنا کام کر گذرے - کوئی کانوں کان خبر بھی نہ ہونے پایا - اور مطلب نکل گیا - ناظرین کو معلوم ہو گا - کہ مسٹر ونسٹن چرچل اتفاق سے فتح و جنگیوں کے ہاتھ گرفتار ہو گئے تھے چند روز تک انکے لشکر میں رہکر بیچارہ کو قسم قسم کی تکلیف اٹھانی پڑی مگر آپ جانتے ہیں کہ ایسے لوگ بھلا کہیں جیل خانہ میں رہ سکتے ہیں - ایک روز صاحب بہادر نے موقع پا کر دیوار پھاندی مگر جائیں تو کہاں - تن بتقدیر چھپتے چھپاتے پڑ رہا کے محلوں کا گشت لگاتے ہوئے چکے سے ایک مال گاڑی پر دُبک رہے - اور صبح ہوتے ہی کود پڑے تا کہ کوئی واقف نہ ہو جائے اور وہاں سے ناک کی سیدھ پر ریل کی پٹری پر ہوتے ہوئے اور چھپتے چھپاتے یار لوگوں کی نظر بچاتے ہوئے چھٹے روز ڈیلاگوا بے جانے والی ایک ٹرین پر سواری گانٹھ کر غلہ کے تھیلوں میں جا بیٹھے - اور باطمینان تمام اپنے اچھے پر صحیح سلامت معہ یک بینی و دو گوش آن بیٹھے - چونکہ صاحب ممدوح میں غیرت کا مادہ کچھ انگریزی تہذیب سے بڑھا ہوا تھا اس وجہ سے وزن میں کمی ہو گئی - یعنے کئی رطل وزن میں گھٹ گئے - کچھ تو قید کی تکلیف اور کچھ راستہ کی تکان - ان سب باتوں نے مسٹر موصوف کو وزن میں گھٹا دیا - لیکن اسکے کچھ ہرج نہیں کیونکہ صاحب بہادر اگرچہ وزن میں کم ہو گئے لیکن غیرت میں بہت بڑھ گئے اور ہشیاری اور چالاکی میں بھی چھپے رستم نکلے -

قسمت سیدھی ہے

فتح وحشی اسی سبب سے ترقی اقبال اور دلیر ہیں کہ اپنے دل میں یہ سمجھ لیا ہے کہ ابھی قسمت سیدھی ہے ہم جو چاہے جتنی آفت ڈھا کوئی کچھ نہیں کر سکتا - اسی بوتے سے ہاتھ پاؤں لاتیں مارتے ہیں - بعض بات اونکی مرضی موافق ہو بھی جاتی ہے - کبھی کبھی لڑائیوں بھی کامیاب ہو جاتے ہیں - اور بعض وقت کچھ ایسی شرارت کر بیٹھتے ہیں کہ ہماری گورنمنٹ کو اوسکی کچھ نقصان بھی پہونچ جاتا ہے مگر ہماری ٹڈی دل فوج ناکام ہی رہی ہے - ۳۰ دسمبر کو مینگنگ کے ایک تار سے ظاہر ہوا - کہ تاریخ مذکور کو برٹش فوج نے بڑی دور سے فتح فوج کے قلعہ میلوپر پر حملہ کیا مگر فتح فوج تو کمبخت لڑنے مرنے پر ادھار ہی کھائے بیٹھی ہے - اسکو کوئی کیا کرے - ہماری فوج باوجودیکہ کانکھ کانکھ کے بڑا زور لگایا - اُن کمبختوں نے بالکل ہمت نہ ہاری - اور نہ فوج کامیاب ہونے دیا اور ایسے بڑا ستم کیا کہ قلعہ صاف بچا لیا - کہئے اب اسکو کوئی کیا کرے ایسی بہادر فوج اور ایسے تجربہ کار افسر اور پھر ایسی تدبیروں سے لڑیں کہ سب نام سائین کا اسپر بھی فتح وحشیوں کا بال بیکا نہ ہو تو سوائے اسکے کہ اون کی قسمت سیدھی ہے اور کیا خیال کیا جائے مگر یہ کب تک کیا ہمیشہ ہماری بہادر ان وحشیوں کے ہاتھ سے ایسی ہی ذک اُٹھایا کریگی - نہیں نہیں ہرگز نہیں کبھی تو برٹش فوج اور ہماری پیاری گورنمنٹ کی قسمت بھی سیدھی ہو جائیگی - آخر کب اونہی ٹیڑھی رہیگی -

دل تو خوش کرلیں

انسان کی زندگی کا اگر تمام حصہ غم ہی غم مین گذرے تو جانا غرائیں تو ایکطرف یہ غم ہی گلا دبانیکو موجود ہوجاتا ہے اور ارسطو کی نانی کا بھی یہی قول ہے کہ آدمی کو اپنی زندگی گذارنیکے لیے کچھ حصہ خوشی کا بھی ضرور چاہیئے۔ انہی سب باتو نپر نظر کرتے ہوئے اپنے ناظرین کو ایک سے ایک عمدہ ڈال کی ٹپکی ہوئی خبر سنا دیا کرتے ہین۔ کیونکہ ڈچ قوم کی بد عنوانیون سے آئے دن صدمہ پر صدمہ خیر خواہان گورنمنٹ کے دلون کو پہنچا کرتا ہے۔ کہین ایسا نہو کہ کوئی غیرت دار مارے حیا اور شرم کے یار لوگون کی نظر بچا کے چلو بھر پانی مین ڈوب مرے تو ادہر بھی لینے کے دینے پڑ جائین۔ اور ناحق ناحق چوری کا غلغلہ اور خانہ تلاشی ہو۔ لاش پڑی پڑی ہسپتال مین سڑے۔ اور خدا نخواستہ کوئی اونچ نیچ ہو جائے تو معاملے بھی انجمن چھوڑ کمیشن مین پڑین۔ مگر شکر ہے خدا کا کہ مسلیج ایجاب کو اپنے ناظرین کا خیال رہتا ہے اسیطرح لندن شریف کے تار دینے والے ایجاب کو بھی کبھی اچھے اچھے خبر خوش کر دیا کرتے ہین۔ اچھا تو یہ تار دل کی تسکین اور رفع اضطراب کے لیے کیا کم ہے کہ لندن ٹائمز کا ایک نامہ نگار شہر ... سے تار دیتا ہے کہ غالباً ہمارے گورے کولینزو کے پل پر تمام لوگون کو ایک معدن مین لگے ... راستہ کو بہت نقصان پہنچا ہے اگر کوئی ... لفظ غالباً پر نظر کرکے اس تار کو ایک خیالی اور ہوائی بات ٹہرائے تو ٹہرائے یہ فقط دل خوش کرنیکو ہے۔ بقول غالب ہمکو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن دل کے بہلانیکو لیکن یہ خیال اچھا ہے۔ خیر اگر تمہین خبر کے سچ ہونے مین کچھ کلام ہے تو سنیئے

اور سنیئے

۲۰؍ دسمبر اور اسی ۱۸۹۹ء ہی کے ۲۱؍ دسمبر کا تار مظہر ہے کہ لیڈی سمتھ مین تمام فوجنے ناتال کا روز بڑی خوشی مین گذارا۔ اب فرمایئے اس سے بڑھکر اور خوشخبری اور کیا ہو سکتی ہے۔ اب کوئی خوشی کرے یا نخرے مگر ایجاب تو پھولکے کپا ہی ہو جائین گے۔ اور گپتہ ہو جانیکی بات ہی ہے اول تو ناتال کی خوشی دوسرے وہ پہلو تار والی خبر تیسرے یہ کہ لیڈی سمتھ مین جو فوج ڈچ وحشیون کی بد تمیزی اور بد تہذیبی سے قلعہ بند ہو کر پڑی ہوئی ہے۔ وہ اگرچہ ایسی حالت مین ہے مگر اب تک اسنے ظلم اور آئے دن کی بد عنوانیون سے گھبرائی نہین۔ بلکہ اوسنے ناتال کا روز بڑی خوشی کے ساتھ گذارا۔ یہ ہماری فوجکے واسطے بہادری کا بھی ایک ثبوت ہے کہ جس حال مین ہے خوش ہے جس رنگ مین ہے مست ہے۔ اور اگر ذرا بھی وہ اس مصیبت سے گھبراتی ہوتی تو اوس یہ دن خوشی مین کبھی نہ گذارا گیا ہوتا۔ یہ ہماری ہی فوجکے حوصلے ہین کہ اگر مصیبت کا پہاڑ بھی سر پر ٹوٹ پڑے تو بھی وہ نہین گھبراتی مگر ڈچ وحشی لوگ ہین وہ اسکی قدر کیا کر سکتے ہین۔ ہان اگر ایسے سو تعداد نکی کچھ فوج کہین کسیکے ارگرد مین آکر اسطرح اپنی زندگی بسر کرتی اور ایسے خوشی کے دن کو خوشی ہی مین گنا سکتی تو البتہ قدر عافیت معلوم ہوتی۔ اور خیر جی وہ اب نہین تو ابتک یہ ہو جاینگی۔ یار زندہ صحبت باقی۔ ہم تعان باتون سے خوشی منا ئینگے کبھی یہ خبر بھی سن لین گے کہ وہ مارا اور وہ جیت کیا اور وہ اوڑا دیا مگر کیسے ہماری فوج نے۔ ہا ہا ہا اپنی فوج کی فتح کی خبر سنکر ابھی سے ایجاب کی باچھین کھل گئین ناظرین ابھی ... انشاء اللہ

بحری جوش

دیکھین تو سہی ڈچ فوج ہماری بہادر فوج کا کہان تک مقابلہ کرتے ہین۔ ہماری گورنمنٹ عالیہ نے بھی یہ سمجھ لیا ہے کہ اب جھگڑا ہے تو معاملہ وار یا پار ہی کر دیا جائے کیونکہ برسون سے ڈچون کے دل مین طوفان بے تمیزی کا جوش بہرا ہوا تھا۔ اگرچہ ہماری گورنمنٹ کو اونکی سرکوبی مین طرح طرح کی دقتین پیش آئین مگر خیر ہر... تمام دول یورپ کو یہ تو معلوم ہوگیا کہ برٹش گورنمنٹ بھڑ کا چھتا ہے۔ اسکا چھیڑنا ہی غضب ہے۔ یہ چاڑ ہوکے لپٹ جاتی ہے اسکا جانی مالی نقصان خواہ کتنا ہی ہو جائے مگر یہ اپنا ارادہ پورا کئے بغیر نہین رہتی۔ اگر کوئی اور گورنمنٹ ہوتی تو اب تک کبھی کی پلٹن سنبھالتی ہوئی میدان کارزار سے بھاگ کھڑی ہوتی۔ یہ اسیکا دم خم ہے کہ نقصانون پر نقصان اٹھاتی ہے شکستون پر شکستین کھاتی ہے مگر اسکی کمر شکستہ ہو نا تو کیسا اسکی جوئین تک ڈھیلی نہین ہوتین۔ دھڑا دھڑ فوج پر فوج بھیجی جاتی ہے۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ نہ برٹش گورنمنٹ کے پاس فوجون کی کمی نہ روپیہ کا توڑا۔ اللہ کا دیا سب کچھ ہے۔ ڈچ فوج آخر کتنے سپاہیون کو کاٹیگی ہزار دس ہزار۔ لاکھ دو لاکھ۔ آخر اونکے بازو شل ہو جاینگے خود ہی اونکے ہاتھ کٹ کٹ کے گر پڑین گے۔ ہماری گورنمنٹ دو چار برس کیا دس بیس برس بھی فوجین بھیجنے سے نہ تھکیگی علاوہ خشکی طاقت کے ڈچ فوجون نے ابھی ہماری پانی کی طاقت نہین دیکھی ہے اسیواسطے ہماری گورنمنٹ نے نمونہ دکھانا شروع کر دیا ہے۔ شیلی کی بحری توپون سے ٹناٹن دار فیر اڑانے شروع کر دیئے۔ ڈچ فوج کو اب حقیقت معلوم ہو جاینگی۔ برٹش گورنمنٹ کی مدد چاہی جوش مین وہ پانی پانی ہو جائین تو ہمارا ذمہ۔

ہائے ننانوے

کلکتہ کی پیدایش کالی زبان والے منجمون نے ۹۹ء
کی بابت کچھ اس بلا کی پیشین گوئیان کی تہین۔
کہ کچھ نہ پوچھو۔ اوسکا ظہور ہو کر ہی رہا بلکہ کچھ نہ پوچھو
کیون فیصدی ۹۹ اوسکا ظہور ہوا اور ایسا ہوا کہ
زمانہ بہر کے چودہ طبق روشن ہوگئی۔ یون تو ہمیشہ کی
ہندوستان مورد بلای آسمانی رہا مگر غضب تو
یہ ہوا کہ اسی سال کی تمام آخر کمبخت منجمون نی
ہماری گورنمنٹ انگلستان کے ہاتھ مار دی۔ ہمارا
تو ہمیشہ سے یہی وظیفہ ہے تیغ قبضہ مین رہے چہے سالا
نے غم قدر دنے غم کالا۔ مگر انگلستان تو ہر طرح علاقہ
پہولا پہلا۔ اوس کے لئے بیشک آفتون کا نزول
باعث بربادی ہو سکتا ہے۔ یہان تو وہی مثل ہے ننگا
کہلانے کوئی کپڑے اوتارے برسون کی بے دینے
آفتون نے پہلی ہی ہندوستان کو ادہموا کر رکھا
تہا۔ رہا سہا وہ قحط اور طاعون نے مٹا دیا۔
انگلستان ہر طرح محفوظ تہا اور ۹۹ خان نے
اوسکو مارا۔ تمام گورہ رعایا زندگی دن عید رات
شب برات کی خوشیون مین بسر کر رہی تہی بشرط
قسمت پہر بہی کریگی مگر اب تو اوسمین ایسی پریشانی
پہیل رہی ہے کہ عجب نہین جو اوسنے اپنے اوپر شراب
اور خنزیر کا گوشت بہی حرام کر لیا ہو۔ وہ ہزار
آزادی بیحیائی سے زندگی بسر کرنیوالی ہی مگر موجودہ
صدمون سے تو ضرور مردہ دل ہوگئی ہوگی کیونکہ در
حقیقت صدمے بہی وہ پڑے ہین جو نہ دیکھے جائین
نہ اوٹھائی جائین۔ کوئی کیسا ہی سنگدل ہو بیرحم ہو
جفاجو ہو مگر انگلستان کی دردناک حالت سنکر دل
پاش پاش ہو جائے جو قوم ہمیشہ پاؤن پہیلا کر خراٹے
اوڑاتی رہی بیفکری کیساتہ چار چار وقت کہانا کہا
ارتی ہی تہی وہ میدان جنگ مین ایسی سختیان برداشت

انگریزی پڑھو کہون مرو

نیچری فرقہ بہی عجیب فرقہ ہے۔ کمبخت جدہر کی ہوا دیکھتا
ہے چارون رخ سے اوسی رخ پہر جاتے ہین۔ انہون نے
جو دیکھا کہ گورنمنٹ کا مذہب عیسائی ہے آزادی
پسند ہے تو انہون نے بہی اپنے مذہب کو بدل دیا۔ انہون نے
مت کا میل ایسے طریقہ سے ملا دیا گو کہ بظاہر عیسائی
نہوئے مگر اصل مین مذہب کا ایسا ستیاناس کیا کہ
عیسائیت سے بہی بدتر کر دیا۔ نہ کمبخت خدا کے ہے
نہ رسول کے۔ کیسی نماز۔ کہان کا روزہ کیسی زکوۃ
کیسا حج۔ سبکو اولڈ فیشن کی خام خیالی بتا دیا
جنت و دوزخ کو اللہ میان کا ڈہکوسلہ ٹہرا دیا۔ سب
جہگڑون کو چہوڑ چہاڑ ایک آزادی کو پکڑ لیا گورنمنٹ
کی خوشنودی کے لئے تمام تعلیمون کو چہوڑ کر
انگریزی تعلیم کو اپنا دین و ایمان سمجھ لیا۔ اور
پہر تعلیم بہی کونسی اوّل درجہ کی۔ جب تمکو اسکا حال
سننا ہے تو حاصل کرو۔ اسکی تعلیم پوری ہی نہین سمجہتے
اسکے متعلق ۲۸ دسمبر کے سلطان الاخبار مین ایک
مضمون عالیجناب منشی محمد حسن صاحب ملقب
رئیس اعظم بمبئی کا شائع ہوا ہے جس سے انگریزی
تعلیم کے تمام نقصانات کو بیوقوف سے بیوقوف
بہی سمجہ سکتا ہے۔ آجکل کے رئیس کچھ ایسے عیش
و عشرت مین چور غرق ہو گئے ہین کہ انہین
قوم کی حالت کی ذرا بہی پروا نہین۔ اون کی
طرف سے کوئی عیسائی ہو جائے تو بلا سے کوئی
نیچری ہو جائے تو بیزار سے۔ اور بمبئی کے رئیسون
کی تو کچھ پوچھو ہی نہین۔ نہ اونہین اخبار بینی
مذاق۔ نہ ملک کے حالات سے واقفیت کی
غرض۔ نہ کسی اچہے مضمون سے
سروکار ایک منشی محمد حسن صاحب ملقب کا ہی دم ہے
جو ان باتون کا خیال رکہتے ہین۔

اسلام

قطع نظر دلایل نقلی کے بہی اسلام کی خوبیون اور
فضیلتون کو اگر صرف عقلی طور پر نظر ڈالئے تو بہی
اوسکی ہر بات دنیا کے تمام مذہبون اور ملتون سے
اعلی اور افضل ہی ثابت ہوتی ہے۔ ارکان اسلام
کو بہی اگر غور سے دیکھیئے تو کوئی رکن حکمت اور مصلحت
سے خالی نظر نہین آتا۔ ہم اسوقت اوسکے ارکان اور
اصول کی خوبیون سے قطع نظر کرکے صرف اوسکی
ترقی پر بحث کرتے ہین۔ اسلام کی ترقی اور اشاعت
پر اگر ابتدا سے نظر ڈالیے گا تو نہایت قدر تعجب اور
عبرت ہوگی کہ جسکا جان نہین اور آخر کار وہی
عبرت اوسکی حقیقت کی دلیل ہو جائیگی اور مذہبون
کی اشاعت کے طریقے اگر اسلام کی اشاعت
طریقون سے ملائے جائین جب بہی یہی ثابت ہوگا
کہ بیشک تمام دنیا کے مذہبون مین یہی ایک
مذہب عند اللہ مقبول اور عند العقل سچا ثابت ہوگا
اب ملاحظہ فرمائیے کہ سرکاری احکام جنکے منظور
کرنے مین عام اور خاص رعایا کو کبہی اور کسی حالت
مین عذر نہین ہو سکتا تاہم اونکے جاری ہونے مین
کسقدر احتیاط اور تدبیرون سے کام لیا جاتا ہے
کہ جب ایک رائے برسون کی بحث کے بعد پارلیمنٹ
کے ممبرون مین رد و تردید کے بعد ترمیم ہو کر پاس
ہو جاتی ہی تو حضور والسرائے صاحب کے ذریعے
راجاؤن اور علاقہ دارون کو سنائی جاتی ہے اور
جب ہر شخص تسلیم کر لیتا ہی تو اور حکام کے ذریعہ
سے وہی حکم روسا و عمائدین شہر کو سنایا جاتا
جب اونکی طرف سے بہی اطمینان ہو جاتا ہے
عام طور سے اوسکی اشاعت کی جاتی ہے۔
وقت بہی اوس کے جاری ہونے مین قسم قسم
دقتین پیش آتی ہین۔ مذہب عیسائی کی

معرکہ آرائی

سال نو

نو روز سال نو کا روشن نئے نرالے — دکھلائیگا کرشمے یہ سن نئے نرالے
ساعت بہ ساعت نرہ اور یہ پہنچتا — ان رت وہ گئے زمان بن نئے نرالے
زمین ہوں جلد سرسبز جو ہونگی — فیض لطف سے بن کھلیں نئے نرالے
وہ باغبان ہوگا زور دستش ہوگی — طیار ہونگے اب بھی گلشن نئے نرالے
تہذیب کا دکھلائے جلوہ یک آب — سکہ کریگا جاری ہر فن نئے نرالے
آزادگی کی ہر سمت لیا ہوگی لہن — ہوگی اسپیشل ہوا بن نئے نرالے
تعلیم ہوگی پوری ترقی ہوگی ہر جا — کھیلیگی کھیل ہر سو عورتیں نئے نرالے
مال نگو ہوگا تعلیم کچھ نہ ہوگی — پیدا ہوں اسٹیشن ہر سو نئے نرالے
تہذیب کی ہوں باتیں مذہب سے ہو جدا — کرسے لگے ہوں ممکن نئے نرالے
جب دستگیری ہو تو پوری ہو نہ پیر کی — جو ہوتا ہیں اتفاقی انجمن نئے نرالے
آزادی کی گلیں ہر سا ہیں — ایسے راج باتیں ہیں دن نئے نرالے
پبلک کو سائے ہیں جو شوہ نابراکے — تہذیب کے کئی شا طرحن نئے نرالے
ہوں جو چھوٹے منبے کئی زر — گارڈ ڈرائیور ہوں ہر فن نئے نرالے
ہر زلی شیدا ہیں جان و ہوں جو یکتائی — لاہن بنا اپنے سکن نئے نرالے
قومی ترقی پہ جلسن ہو مدعا کے — گستی خائی مزدوری ہوں پن نئے نرالے
ناہر ترقی کے ہوں اسباب چلا آب — پیدا اتفاقی ہوں جلسن نئے نرالے
ہندوستان ہو پھر گلشن تر ہو تازا — ہر ایک گل نکالے جوبن نئے نرالے
کیوں نہ دنیا پہ ہر رشک نازش ہیں — سیکھے یہاں سے جس فن انوکھے نرالے
ترقی ہو دیار ہر ہوں سرگرم ملک گیری — پیدا ہوں مختلف ہم دشمن نئے نرالے
تہذیب کا ہو جو ہند آزادی کی بچگی — پلٹن ہو الٹو کی کمیشن نئے نرالے
آغاز ہو نرالی فتح و شکست معلوم — مضمون بدی جو یکے اب سخن نئے نرالے
کیا کہ ہے اختر بند و جب سر شاہی ہے — جب دیکھو زمانہ ہوں نئے نرالے

راقم
نصیر الدین
بقلم
اختر

ٹرانسوال یا ٹرانس وال

گذشتہ پرچہ میں کسی من چلے نے دریافت کیا ہے کہ ٹرانسوال کس سطح کا ہوتا ہے۔ اس سے بہیا تم نہیں سمجھے سے ٹرانس کے معنی حفاظت یعنی مطلب یہ ہوا کہ وہ اپنے ملک کی اچھی طرح حفاظت کرتے ہی ہیں لیکن بڑے چین میں اسواسطے کہ دوسرے ملک کی حفاظت کرینگی ٹیوال آنکو سر سنداد دیجانے ٹرانس کے معنے اس کے ہی ہیں۔ سو مطلب یوں سمجھے گا وہ من کے والد ہیں نرالی ٹہرائی سے بکتے ہیں۔ اس سے کہیں یہ نہ سمجھ بیٹھے گا کہ وہ آگل کہرے ہیں۔ اور سنو۔ اس لفظ کے دو ٹکڑے اسطرح بھی ہو سکتے ہیں ٹرانس۔ وال بروزن اگر وال۔ ٹرانس کے معنے وار پار اور وال کے معنے طرح۔ یعنی انکی سرشت میں ایسا مادہ گہسا ہوا ہے کہ جس معاملہ میں اترتے ہیں بغیر اس پار یا اس پار کے نہیں رہ سکتے۔ اب زیادہ کوئی توجیہ مجھکو بتائے تو جانیں۔

راقم

بک گیا ہوں جنون میں کیا کیا کچھ — کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

بقلم
مسٹر اے آر میرٹھی از بریلی

ہم نے آنکھوں سے وہ حالات جہاں دیکھے ہیں
نہ سنے کسی کان نے جو ہاتھ رکھکر کانوں پہ

ماضی اور حال کے واقعات پر تقابل کی غائر نگاہیں ڈالنے ارباب بصیرت نے اس امر کو بخوبی ثابت کر دیا ہے کہ آجکل کا زمانہ جسے تہذیب مجسم کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے حقیقت میں بمقابلہ سنین ماضیہ کے ایک پر آشوب زمانہ ہے جسپر انسانی اخلاق بدرجہ اتم خفیف حالت میں آگیا ہے تہذیب کے وسیع میدان نے آجکل کے نوجوانوں کو جو بہت کھیلنے کا موقعہ دیدیا ہے۔ وہ باتیں جو اگلے زمانہ میں موجب شرم تھیں۔ آجکل انکا ارتکاب فخریہ و بلا تکلف کیا جاتا ہے۔ اسکا سبب یہ ہے کہ نوجوان طبیعتوں کو مذہبی تعلیم سے ایک لخت سادہ رکہا جاتا ہے۔ اور اگر انکو مذہبی تعلیم دی بھی جاتی ہے تو وہ ایسی بے ترتیب ہوتی ہے جس سے برائی سے احتراز کرنیکی قوت ممیزہ کا مادہ پیدا ہونے نہیں پاتا۔ اخلاق جسپر تمام کائنات مذہب کا دار و مدار ہے اوس سے تمام تعلیمگاہوں میں بے پرواہی کیجاتی۔ اخلاق کا کوئی نصاب مقرر نہیں کیا گیا چنانچہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہمارے اسکولوں میں نوے فیصدی لڑکے ایسے آسانی سے پائے جا سکتے ہیں جنہیں تمام اخلاقی بد شرتی لگا ہوئے ارتکاب کا مادہ اسکول سے حاصل کیا گیا اور وہیں اوسکی بالیدگی اور پختگی ہوئی۔ ڈاکٹر ٹرنگ نے اپنی بیش بہا تصنیف میں اسکا اعتراف کیا ہے کہ اسکول افعال شرمناک کے سر چشمے ہیں۔

آجکل لوگوں کی اخلاقی حالت اسقدر خراب ہو گئی ہے کہ وہ طبیعتیں جو اسے بچنا بھی چاہیں کیطرح بچ ہی نہیں سکتیں۔ ہر پیشہ اور ہر فرقہ کے آدمیوں میں بد اخلاقی اس تیزی اور کثرت سے سرایت کر گئی ہے کہ زائل ہونا قریب قریب ناممکن کے ہو گیا ہے۔ وہ لوگ جو ہمارے دین کے پیشوا اور ہادی کہلاتے ہیں افسوس وہ بھی تو اس قابل نہیں رہے کہ اپنے ملک وملت کیلئے کوئی نمونہ قایم کرتے۔ انگریزی سوراج کی آزادی نے اور بھی بد اخلاقی کو بڑہا دیا۔ وہ طبیعتیں جو اگلے زمانہ میں آزاد نہ تھیں۔ انکو جو آزادی نصیب ہوئی تو انہوں نے کہلم کہلا بد اخلاقیوں کو برتنا شروع کر دیا۔ سرکاری روک ٹوک ہونیکی وجہ سے ہمیں دن دونی رات چوگنی ترقی نظر آتی ہے۔ بد اخلاقی سے جسطرح باشندوں کی جسمانی۔ تمدنی حالت پر فرق آتا ہے اوسیطرح گورنمنٹ بھی متاثر ہوتی ہے۔ افسوس ہے کہ

ہماری گورنمنٹ نے باشندونکا اخلاق درست کرنے کیلئے کوئی ایسا اصول قایم نہین کیا جس سے یہانکے باشندونکی حالت سنبھلے عقل انسانی کو زائل کرنے والی چیزین شہوت رانی کے مرالب کثرت سے ہر شہر مین نظر آتے ہین کہ الٹی توبہ ۔ لڑکے اول تو شروع ہی سے کچھ ایسے آثار نظر آتے ہین والدین کو وہ کوئی چیز ہی نہین سمجھتے ۔ اور بالغ ہونے پر تو آزادی کے قانون سے مستفید ہو کر جو چاہتے ہین وہ کرتے ہین ۔ اور معمولی سی ان کا کچھہ نہین کرسکتی کیونکہ ان کے پاس کوئی تازیانہ اخلاقی حالت سنوارنے کیلئے نہین ہے اور اگر ہے تو موثر نہین ہوسکتا شراب خواری ۔ ناجایز میل جول ۔ رشوت ۔ دغابازی ۔ فریب ۔ سرقہ وغیرہ وغیرہ جرایم اس کثرت سے ہوتے ہین کہ انکا نمونہ کسی عدالت مین جا کر دیکھو کہ مقدمونکے انبار لگے رہتے ہین حقیقت مین آجکل کے باشندون کی آب و گل مین بداخلاقی سرایت کر گئی ہے اور اسکا علاج سوائے اسکے اور کچھہ نہین کہ بلائے آسمانی طاعون ہیضہ قحط وغیرہ وغیرہ مسلط ہوتے ہین ۔ علم تاریخ پر جنہون نے نظرین ڈالی ہین انکو بخوبی معلوم ہے کہ جس قوم کی اخلاقی حالت بگڑی پھر اوسپر تباہی آئی حضرت نوح کے طوفان کا آنا ۔ رومیون کی سلطنت کا آتش فشانی سے ستیاناس ہو جانا یہی دلیلین ہین جن سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ گناہون کی زیادتی بلا نازل کرتی ہے ۔ دور کیون جائیے اسی شہر دہلی کو لیجیے جہان مسلمانون کی سلطنت کچھہ اوپر سات سو برس رہی ہے ۔ اور جسے ہندوستان کا پایۂ تخت دار السلطنت ہونے کا فخر حاصل ہے شہر کے عام باشندونکی اخلاقی حالت نہایت خراب ہے اور خاصکر وہ افعال قبیحہ جنسے ڈر ہے کہ کوئی آسمانی بلا مسلط نہ ہو یہان کثرت سے ہوتے ہین ۔ سب سے بڑا اعتراض اہیر کیا جا سکتا ہے کہ وضع فطری کے توڑنے والے جرم یہان کثرت سے ہوتے ہین اور اسکی مثال مین وہ پیشہ ور ہیجڑے پیش کئے جاسکتے ہین جنہون نے دامن مردمی پر ایک بدنما دھبہ لگا کر دو روپیہ کو ٹھون پر غلاظت کا سائن بورڈ لگا رکھا ہے غضب تو یہ ہے ان اخلاقی ڈاکون کی تعداد بجائے گھٹنے کے روز مرہ بڑھتی نظر آتی ہے کوئی جرم کوئی حرکت ناشایستہ ایسی نہین جو ان ہیجڑون یا زنانون کے مسکن مین نہ ہوتی ہو یہ اپنی شہوت نفسانی کو پورا کرنیکیلئے اکثر شریفون کے نوجوان لڑکونکو پھانستے رہتے ہین جو دین و دنیا سے آخر کو بالکل گزر جاتے ہین ۔ ان ہیجڑون اور زنانونکے پاس جایدادین اور نقدیات ہین ۔ اور یہ کیونکر حاصل کیا گیا ہے ۔ تو اسکا جواب نہایت اطمینان کے ساتھ دیا جاسکتا ہے کہ سوائے کاروائی خلاف وضع فطرت کے اور کوئی ذریعہ اونکے پاس استقدر دولت کا نہین ہوسکتا ۔ اگر تھوڑی دیر کے لئے کوئی شخص ہیکر کوٹھون پر چلا جائے تو اوسکو ہمارے کہنے کی پوری پوری تصدیق ہو سکتی ہے ۔ ان ہیجڑون اور زنانون کا خاص ذریعہ حصول دولت کاروائی خلاف وضع فطرت ہے اور انکا ناچنا و گانا صرف ایک بہانہ ہے جیسا کہ کلکتہ مین جنگ اسٹریٹ کی عورتین چربٹ کی دوکان رکھتی ہین اور جرایم کاری کراتی ہین ۔ کیا اچھا ہو جسطرح یورپ کے اکثر شہرون مین یہ پیشہ قانوناً ممنوع ہے یہان بھی مسدود کر دیا جائے اور ہیجڑون اور زنانون کی مردم شماری کر کے انکی تعداد نہ بڑھنے دیجائے اور انکو خاص ایک محلہ مین رہنے کا حکم ہو جائے ۔ کیونکہ ان ناپاک ملعونون کے بیہودہ حرکات اخلاق پڑوس کے نوجوانونکی طبیعتون پر خراب اثر ہونے کے علاوہ سخت تکلیف مخل راحت عام باعث ہوتی ہے ۔ جس ہیجڑے کے یہان ناچ کا امتش یا گت ہو وہ گرفتار کر لیا جائے ۔ سرباز کو شہر مین پیدا ہونے دیا جائے بیہودہ ہیجڑون مین جسے یہ غلاظت کم ہوسکتی ہے ہم امید کرتے ہین کہ ہماری پیاری لوکل گورنمنٹ اس برائی کو روکنے مین کوئی دقیقہ محنت و کارگذاری کا فروگذاشت نہ کریگی کیونکہ وہ باشندونکی چال چلن کی حالت قانوناً و اخلاقاً ذمہ دار ہے۔

راقم

خادم ملک و ملت

سید اخلاق حسین اخلاق دہلوی

قسمت کا لکھا

نصیبوں کی گردش زمانے کا پھیر کہ کڑمی کے جاتے ہین شیر بکمبخت رچون کو دیکھو کہ ہیرو بین یہان بستے ہین تو ہمارے کمی زکیپ بڑے جنرل کرنیل ہین کو ہمارے بہادر ہیستیجو اور دلیری سے کام لیتے ہین مگر لا حاصل کیونکہ کسی تدبیر سے قسمت کی برائی نہین جاتی بگڑی ہوئی تقدیر بنائی نہین بنتی دگر بنر النوال کیا ہے مثال شیر کے آگے ہیڑ یا فیل کے پیشہ اگر آدمی دنیا کا شہنشاہ روس بھی آتا تو قسم دیا جاتا بھاگ جاتا لیکن ہمارے بہادرونکی تو چوکشش نہین بکمبخت رچو یاد کہنا کہ جس وقت ہمارے عشیرونکو غصہ آئیگا تو سارے جہان کی زمین من المشرق الی المغرب تا شمال انگلی سے نیرت تک اور بابب سے ایسا پاؤن سے نکل جائیگی اور پھر کف افسوس ملوگے کہ یہ ہمنے کیا کیا شاید حضرت سعدی کا مقولہ بھول گئے ۔

ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد ساعد سیمین خود را رنجہ کرد

الراقم

ش ۔ خ ۔ م ۔ ح ۔ و ۔ ص ۔

علاوہ از سیگنڈ بندہ

ایشیائی شاعریکا فو

مولانا و اولانا وغیرہ وغیرہ جناب گھبیرو صاحب ۔ مزاج معلی ۔ حضرت شاید آپ تو بہرہ ہو گئے ۔ مگر ماشاء اللہ ہم وہ نہین کہ آپکو بھول جائین ۔ خدا کرے آپکا حلیہ مبارک ہمارے دل سے نکل جائے ۔ کچھہ ایسی

دنیاوی مکروہات میں ہیں جو آپ سے نیاز حاصل کرنے کو ترستے ہیں اور بالخصوص اس نئی روشنی کی زمانہ میں جبکہ اپنی طبیعت حرّیت شعر کے طلباء کا مقیاس الحرارت تیار کیا ہے شب و روز ایسے جلیل اشغال میں مصروف ہوں ۔ اور یہ کام محض اس لئے اختیار کیا ہے کہ اس مصروفیت سے خان بہادر ستارہ ہند اب سعید مآب نواب قحط خان صاحب کے حسرت دل دور ہو ۔ سو حضرت من علم کی گرانی نے تو شاعری اور وہ بھی ایسی ہے کہ غزلوں کو بولنے لگے کہ سیر کیجئے شاعرین کہ برسات کی پدکیوں کی طرح جگہ جگہ پید کئے نظر آتے ہیں جیسا کہ بندہ نے بھی مصروفیت نکالی اسیطرح قحط زدوں نے پھر اپنی اقومیّ کامل بھلاؤ ملک بند کو قرار دیا ہے ۔ جنھے باپ دادا ناخواندہ اور وہ خود خالق باری دستور الصبیان کے فاضل وہ لگے مشاعروں میں الا اپنے قافیہ عروض کا ذکر کیا کہ لفظی ترکیب سے بھی مس نہیں رکھتے ۔ معلوم کیا معاہر ہوا ہو گا ۔ شیخ الشیوخ جناب آغا صاحب بہار چودہری کا کلام جسکو کلالی غلط کہہ کر تو کہا ہے ۔ ازانجملہ تحفہ نذر وارد پیش کرتا ہوں ۔ بھائی تمہیں قسم ہے علم نہ علم عروض کے کہ اسکو اپنے اخبار پنجہ فولاد میں ضرور درج کیجئے تاکہ پبلک ایسے باکمال شاعروں سے آگاہ ہو اور حذر کرے ۔ (باقی آیندہ)

خیال فارسی آغا صاحب کی طبع رسائی

در پاست زخمِ پشان من زبان نا بیم ۔ شعانا یام فریح دوامن گزیدہ ام

در فرقت جان جان ناسازش نالیدہ ام ۔ ہمیشہ شوق ترا ہرجا جوئیدہ ام

غم زین ہیچ ندارم کہ چرا بوئیدہ ام ۔ بیان کبیر دمان دلق خود خریدہ ام

ہم ہم تر دمن از دست نہ بخشیدہ ام ۔ کہ خود بندہ گاہ جہان کمن رسیدہ ام

بالم سنم شاخ خورشیدہ ام ۔ کہ نالان گشتہ ان گلچین خندیدہ ام

لب از چشم خون چکیدہ ام ۔ عیش طرب از دل خود رندیدہ ام

از ظلم جفا اسن ان نالیدہ ام ۔ بسان خانہ چو عشق نالیدہ ام

و شتان کہ چو رو رخسار دیدہ ام ۔ سینہ میلو فدل ہمین پسندیدہ ام

نا حسرت ز اشوق دل گزیدہ ام ۔ زین باعث در راحتِ صدف نہ بیعم

ہیچ نزد او منصب خود گزیدہ ام ۔ در خواب غفلت من چرا خوابیدہ ام

چشم گشتاز من حرکت تو ترسیدہ ام ۔ شراب صحبت از دست کی نوشیدہ ام

راقم

خرد انصاری سہارنپوری

نوحہ وفات سید المناہجرین

غیر ہیچ ۔ سمائل اپ ہمیں ناظرین عنوان کے فقرہ ہی سے سمجھ گئے ہونگے کہ یہ نوحہ آنریبل اے ۔ بی ۔ سی ۔ ایکس وائی زیڈ تک کے خطابات والے سر سیّد کا ہے جسکی ذات ملالل صفات سے مسلمانان ہند نے جو کچھ ترقی کی ظاہر ہے چونکہ مرید رشید مسٹر آزاد نے پیر نیچر کا تحت اللفظ مرثیہ لکھا تھا لہذا انہوں نے بھی برائے تشہیر مسٹر آزاد کی ہر بیت سے تضمیم کر دیا یعنی فی شعر سہ مصرع بڑھا کر مخمس بنا دیا ہے حضرات وہ یہ ہے ۔

ریفارمر بڑا دولت کو بنا چھوڑا ۔ خیال نیچری کا ہند میں کا بجا چھوڑا
قلوب مومنین میں ایک رنج بنا چھوڑا ۔ کہیں تے ملک چھوڑا یا کہیں بیدا چھوڑا
میرے سیّد نے نام نیک چھوڑا و کیا چھوڑا

دکھایا حسب قومی مدعا پایہ بہ ظاہر کا ۔ بدل دیتا تھا اصلی وہ اسلامی جو اہر کا
چلایا نیچری سکہ کیا یہ کام آخر کا ۔ نہ چھوڑا گر خزانہ کوئی الماس جواہر
خیالات اپنے چھوڑے اک گنج پر بہا چھوڑا

ہر ایک شعر میں پیدا ہوا یا ایک نیا رہزن ۔ تو سب مومنین میں کر دی گمراہی سے روشن
خیال نیچری چھوڑا بنایا خلق کو دشمن ۔ سوانح اپنے چھوڑے گوہر حسن عمل خرمن
مقاصد اپنے چھوڑے سے صدق صفا چھوڑا

نکالا سیدھوں کو مگر نیچری وا دارے ۔ یہ دشمن دوستی کھو دیا ایسا کبھی ظاہر ہو
خلط پیری مریدی میں ہوئے ہو نیچری پیشتر مانگا کر ۔ نہیں دشمن یا غی اگر بھی کل ان سے جو ہر
مگر اس سے دل حسرت خلوص بے ریا چھوڑا

طعام اہل کتب کے پاک کو سلام میں گیا رہ ۔ محبت کی ہر گلگون فرح ہوتی ہماری بیچارہ
بنا لو ان کے بانی شیعہ نو رشیعہ خرقہ پوشان باو ۔ نہ دیکھیں کس کی حسرت کہ رضامندی نعمات کی شرکی
کر زمانہ نہیں یہ شعر و فا چھوڑا

دکھایا بانسہ ظلمات کا زکوٰۃ کو جنت ۔ نکالو تو سنگ وہ خیالات میں دنیا کی لامہ حبت
گروہ گمشدگان قبلہ کو ملی جو کجوت ۔ نمونہ اپنا چھوڑا زبر کامل خیر صورت
تصانیف اپنی چھوڑی جسمیں نبی کا جبہ چھوڑا

وہ وداری بارہ تھی اوصلی گلشن الہام کی ۔ دکھاتی تھی دو نو جوانان کو کیفیت نظارہ کی
مجبور کو لئے چھوڑی ہو فصل بہار کی ۔ سوال چھوٹنے جن چپکے تو نیچری جو دلاری کی
سو نیچر لکچروں سے باغ فیض دلکشا چھوڑا

غلط ٹھہرا دیا تفسیر سماوی دلائل کو ۔ غضب ہے وان عرب سمجھئے قرآنی فضائل کو
پیندی خوب کیا اور سمجھاتا ہے جاہل کو ۔ بچایا طعن حملوں سے اسلامی مسائل کو
جو تفسیر اپنی چھوڑی قلعہ اک فولاد کا چھوڑا

نکالا تا مسلمین کو اینا کر تمدید شرعی سے ۔ بنے ہیں سبع پر کھلا دیکھ سبا وہ نیچری سے
نئی جوں نے نقشہ گر معلوم دکھلا کو ۔ نہ دکھا تا کبھی جو مشتی کی تیز لکھیوں نے
وہ اصلی جوہر اسلامی صداقت کا دکھا چھوڑا

بظاہر دوست کا رہا میں بن کر تمہارا عیت کا ۔ کیونکر گل نے بہر جو بچا یا رنگ بدعت کا
نکالا عیب ناحق مسلمانی طبیعت کا ۔ تعصب جہرہ علم تھا جو اسلام تجدید کا
وہ اک آتش کدہ تھا حق پسندی سے بجھا چھوڑا

مریدوں سے لگا یہ کہہ تھا حقیقی شہود جنت میں ۔ یہ ہیچ رد تھی جلوہ نما انساکی صورت میں
خیال مذہب نیچر نہ آتا تھا طبیعت میں ۔ خدا جانے پڑے ہوتے تھے ہم کس مذہب غفلت میں
وہ کٹر کا وہ جس نے کرم کا یا کہ سوتو کو جگا چھوڑا

مسلمان کی تھی نوبت نیچری کی صحبت میں ۔ منفر انکی خصلت سے کراہت انکی عادت سے
متنبہ الصبہ بر بندی پیچ کی تھی برانے ۔ مذاق اہل مشرق دوخبر تھا انکی قدرت سے
علوم مغربی کا ذائقہ سب کو چکھا چھوڑا

تر کی میں سبحوانی تمہیت دلی میں سب بچے ۔ بڑ پالیں جائے رنگیشوں خاص تو سب کے
سیکالی کہانی ہی اور تھو چو مرکب ۔ قلم دوستی اشھایا یا قلم لکھنے لگے سب کے
نئی تحقیق و تحقیقات کا انگا لگا چھوڑا

جبری کا منشی سے کمایا اور کہلایا احسان ۔ چلائی تھا اسلامی عقاید ہر مسلمان انکو
متعلد مسلم کی خاقت کیلئے بیان انکو ۔ خیالات سیّد سے دل دماغ انکو زبان
بڑا کر قوم کی سر تا قدم تک اک ادا چھوڑا

شریعت کی نہ جگہ ہے ہر زندہ ہمیشہ باقی ۔ کلام حق سنا نیکو رہا کہ بدعتی باقی
کلام پیر نیچر ہیں گے لبس عمتی باقی ۔ نہ وہ کلمۂ حق ہی باقی نہ وہ کچھ ملحمی باقی
مرغ معنی سے سر بھی کے بیدہ کو اٹھا چھوڑا

دکھائی سرکشی سید نے قبلی کی بحمایت کو ۔ بحسن کر ڈالا سچ سر اکثر اقتداء ظاہر کو
بنایا قبیح اپنا زلفہ کی معاشر کو ۔ زمانہ کی بہا سمجھا سنا تھا آخر کو
جو صندی ہٹ دھرم سرکش تھی انکا سر جھکا چھوڑا

نئی باتیں مگر جاتی ہی کیا یا نہ بد ۔ سو کہو جلی یقین کر کے حقیقت میں جو حق ...

علیگڈھ چلا وہ ہرگز جو یہ بدعت کو جانتے تھے ہو گو قوم و سید
موافق یا مخالف سب کو رستے پر لگا چھوڑا

جو اُن پر لوٹ پڑنے کے لئے تیار بیٹھے تھے [illegible] انکو ڈال کرکے
انہیں [illegible] بٹھا کر [illegible] ہر تہذیب کی تہذیب ہو بچے
چراغ علم ان روشن تہذیب کا گھر گھر جلا چھوڑا

سلامت ہو گئی عزت ہماری [illegible] شائستہ [illegible]
دکھا دیں جلوہ [illegible] پر تھا ہو وہ [illegible]
وہ اقبال کلمہ اپنی قوم کو آخر پڑھا چھوڑا

مٹایا ہر جسے [illegible] تھا وہم [illegible]
تماشہ دکھا دیا [illegible] معانی [illegible] قوم [illegible]
نئے پہلو سے عنوان سے سبکو بتا چھوڑا

[illegible]
[illegible] برابر [illegible]
نہ لوان بھی چھوڑا نہ ٹوٹا بوریا چھوڑا

[illegible] وہ خود بھی [illegible]
[illegible] تھیٹر میں
نہ باتوں کی ادا چھوڑی نہ نیا چو چلا چھوڑا

[illegible]
[illegible]
رہیب و بستان چھوڑی نہ گنج اغنیا چھوڑا

[illegible] ایک [illegible]
[illegible] قلم کے زور [illegible]
دلو پر سکہ ایک فرمانروائی کا بٹھا چھوڑا

[illegible] انکار [illegible]
[illegible] باغ [illegible]
وہ اپنی بات اپنی استقامت سے لگا چھوڑا

[illegible]
[illegible]
علیگڈھ [illegible] اک مدرسہ چھوڑا

[illegible]
[illegible]

اور سوشاداب چھوڑا اور ادبی پیالا چھوڑا
[illegible] دنیا [illegible]
[illegible] قوم [illegible]
تو وہ ملنا کو اسواسطے دار الشفا چھوڑا

نبی جو دنیا میں آئے [illegible] خدا [illegible] لوگوں کو معجزہ کہتے
ہزاروں [illegible] قوم [illegible]
ہر اک اصلاح کو اک سلسلہ معجزنما چھوڑا

[illegible] مذہب [illegible]
[illegible]
جو اپنے پیرو تھا اک گروہ مشیر چھوڑا

[illegible]
[illegible]
یہی اک ورد چھوڑا اور [illegible] دلاور چھوڑا

ایہا الناظرین اب آپ لوگ خمسہ مرقومہ بالا پر غور کیجئے سر تسلیم جھکائے قدم بڑھائے [illegible] انجمن لسٹ میں سکہ [illegible] کانفرنس میں [illegible] فیشن کے اسلام و علمدار [illegible] کو خیرباد کہئیے آبائی تہذیب والو پر تبرا بھیجئے۔ غور ذالکہ اس سے بھی بیشتر نئی روشنی کے پیر اور اس صدی کے خلیفہ جی کی بیعت کروائے۔ انقلاب باللسان و تقلیب بالقلب کیکر زمرہ مریدان میں داخل ہو جائے۔ یارو کہدینا ہمارا کام تھا کہدیا اب مانو یا نہ مانو تم جانو۔

راقم

سب کا خیرخواہ

عالم تصویر کا تھیٹر
اور
تعجب خیز سوسائٹی

آخاہ مزاج شریف آئیے آئیے تشریف لائیے

وہ دیکھئے ہلنے والے مکان کی چھت پر ایک مختصر اسٹیج بنا ہے آج اس میں عجیب دلچسپ تماشہ ہوگا اگر آپ اس تماشہ میں تھوڑا بہت حصہ لینا چاہتے ہیں تو ہم آپکو سچے وعدہ سے یقین کیساتھ ترغیب دلاتے ہیں کہ آپ بلا ادائے فیس تشریف لیجئے اور ضرور تشریف لیجئے۔

واہ بھائی اس سے عمدہ اور کون بات ہوگی کہ "ہم خرما و ہم ثواب" تماشہ کا تماشہ دیکھیں اور یہ کوڑی کا خرچ نہیں۔ لیکن یہہ تو بتاؤ کہ اس تھیٹر میں ایکٹر اور ایکٹرس بھی کچھ اچھے ہیں۔ رستم جی سہراب جی غلام علی وغیرہ وغیرہ کی برابر ہیں یا نہیں۔

واہ "سخن فہمی عالم بالا معلوم شد" آئیے ہم آپکو ایسے ایسے چیر پور و فیس ایکٹروں کا پارٹ دکھلائیں کہ آپ کے ہوش نہ بجا رہیں (گھڑی دیکھ کے) آئیے نو بجکے پندرہ منٹ ہوئے تماشہ شروع ہوا چاہتا ہے "رجاہے" دونوں نوجوان اسٹیج کے اندر گئے درمیان کے بیچوں بیچ میں داخل ہوئے اور فرسٹ کلاس کی کرسیوں پر ڈٹ گئے۔

"پہلا سین چورا ہا"

مسٹر ڈھونڈہل (ٹھنڈی سانس بھر کے) وہ بھی ہوگا کوئی امید بر آجائیگی اپنا مطلب اس طرح کبھی نکلا [illegible] توبہ رے توبہ اُف اوا۔ ہائے شام ہو گئی اور ابھی تک سواری نہیں آئی۔

بڑے میاں تو کہہ گئے تھے کہ وہ سر شام ہی آجائیگی۔ نہیں ضرور کہا ہوگا بڑے میاں بڑے باوضع آدمی ہیں۔ گو عوام کی نگاہ میں وہ بے وقعت سمجھے جائیں لیکن ہم تو انکو اچھا سمجھتے ہیں ۔۔۔۔ تک سے انکار نہیں کیا۔ کیا بات ہے کیا دیر لگی ہم نے تو کوئی اور دن خلاف بھی کیا تھا ان کیساتھ مالی امداد ۔۔۔۔ تو بس یا ہیں سیر الطبع پسند عمر بھر سے دس قدم پیچھے رہا۔ کوئی نئی بات تو ہے نہیں۔

مفت کی مئے تو مومن بھی پیتے ہیں - تیری کرسانہ بہ زبان گنجا ہے فاقہ مستی ایک دن امیر ہو یار خدا کیا آج میں اپنے یاران ہم مشرب کی نگاہ میں ذلیل و خوار ہونگا - ایسے جامع المتفرقین اس سفید داڑھی پر رحم کر -

"دوسرا سین سڑک"

مسٹر نمبر ۱ :- منتظرے یار کے (واللہ مزے ہیں اور سب سے زیادہ ہماری مزے کشتی پر جیسے لی... زمیاں سے وہ کرم بہکائے گئے - ایک مدت تک تکلیف سے گذری مگر اب تو دن عید رات شب برات ہے - فرد تو یہ ہے کہ کوڑی خرچ نہ ہوا اور مفت کی شرکت دسترک کو دوسری جانب جہانک کے) بڑی دیر ہوگئی کیا آجکا آنا دیا - ہائے ہو زبر نگ کیسے وصل کے اقرار بھی شاید رہی ہے تو اس بیرحم کا فری نہیں بر سوں ؛

"تیسرا سین مکان نگار"

مسٹر نمبر ۲ :- بر حلق خونچکان ہوں نہ حلق بریدہ ہوں ؛ اتنا تو جانتا ہوں کہ آفت رسیدہ ہوں ؛ (پھرا ہوں سے) دیکھو جی مسٹر ذہو نہ ہل اپنے دلمیں کیا سمجھتے ہیں سچ تو یہ ہے کہ کوئی اوسکے دل سے پوچھے جسکے دل میں ہماری تصویر کھنچی ہے جسکی پیاری پیاری آنکھیں ہماری ہی کی مشتاق رہتی ہیں - اگر سچ پوچھو تو وہ ہماری ہی محبت ہے جو کسیکو یہاں تک کھینچ لاتی ہے اور نہیں تو سے صلاح کار ہجادمن خراب کجا بیین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ؛ ہماری ہی قدموں کی بدولت یہ چار آدمیوں کا مجمع ہے - وہ تو کہیے کہ میاں نے ایک فرزند نعوذ باللہ کر دیا ہوتا - ذرا اسکا خیال کر لیجیے کہ ہم گھر میں بیٹھے رہیں تو وہ کبھی نہ آئیں - جب چاہیں جب بڑے میاں کو دو نفر دن میں چٹخادیں پر جائیں تک تو دیکھنے نہ پائیں -

(باقی آئندہ)

بقلم
ضیغم

بمبئی کی تعلیم

حضور پنچ بہادر زاد اللہ آزاد کم - آپنے کانفرنس کا حال تو سنا ہی ہوگا کہ اس سال سب نیچری گرگے ملکے کلکتہ کے بیچ کے درمیان خیالی پلاؤ پکائیں گے اور مسلمانوں کے گمراہ کرنیکی تجویزیں ڈراینگے چنانچہ نیچرل گرگان نے یہاں آکے اکٹھا جماہی رہا - جیسے برساتی مینڈک مرسے سنج ٹھنڈی ہو اگئے سے دم ہلا ہلا کے چھکتے ہیں ایسے ہی نیچرل گرگے بھی قدب عکر میں سردی پہونچنے سے دم ہلا ہلا کے خوب ٹر ٹر کر رہے ہیں - نواب محسن الملک بہادر حیدر آبادی معطل چونکہ اس کمانڈ کے سرگروہ ہیں اسلئے وہ خوب بڑھ چڑھ کے لکچر اڑا رہے ہیں -

نواب محسن الملک گو کہ نیچریوں کے گرو گھنٹال ہیں مگر پھر بھی ہم انہیں تھوڑا بہت مسلمان سمجھتے تھے کیونکہ آپ مسلمان ہی کے نطفہ سے ہیں لو صورت بھی اہل اسلام کی سی رکھتے ہیں مگر اب معلوم ہوا خود غلط بود انچہ ما پنداشتیم - ہمارا خیال تھا کہ انکے دل میں اسقدر تو ذرا ایمان ضرور ہوگا کہ جیسے آٹے پر سفیدی - مگر وہاں تو اندر رنگری چوپٹ راجہ والا حساب ہے - معلوم ہوتا ہے کہ بد باطن نیچریوں نے جب سے مسلمانوں کے چہرے پر دو چونے پوتے تھوپ اوڑائی تب سے ان کے دل سیاہ پتھر بن گئے نواب صاحب بہادر تو سب کے افسر ہیں انکے دل پر تو خاصا ولایتی سیاہ پالش ہو رہی ہوگی جبھی تو آپکو اسلام سے نفرت ہو گئی - چنانچہ پہلی اجلاس میں آپنے ونکہ کی جوش یہ فرما دیا کہ "میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ کاش میں انگریز ہوتا مگر ضرور کہتا ہوں کہ کاش میں پارسی ہوتا - کیونکہ اونمیں حمیت و سخاوت زیادہ ہے" -

نواب صاحب اسلام سے خالباً اسلئے ناراض ہو گئے کہ مسلمانوں کی قوم سے جو ٹرسٹی کمیٹی کی جھولی میں فنڈ کے نہ بھر سکی اسلئے انہوں نے سوچا کہ ہمیں پیسے سے مطلب ہے - کسیطرح بھی ہو اپنا مطلب نکالنا چاہئے مسلمانوں کی قوم جب پیسے سے ہماری مدد ہی نہیں کرتی تو پھر ہم ظاہر میں بھی انکے مذہب کیوں رہیں - پارسیوں کی قوم چونکہ خوب آسودہ ہے اسلئے اسمیں جذب ہونے کی خواہش ظاہر کی - غرض ہاں ہی... پیدا ہو گئے آرزو ظاہر کرنے کے بعد نواب صاحب اعلمائے اسلام سے خوب ہی صاف کی - خوب خوب ہی پھبتی سے بیہودہ اونکو ٹرسٹ دیا کہ سب بیوقوف ہیں - لیکن ناپختہ و ہیں - اور انگریزی فیشن کو نہیں جانتے ہیں - تعلیم و تعلم کا خاک سلیقہ نہیں اسکے بعد انہوں نے مسلمانوں کے اُن خیالات کی تردید کی جو لوگ اسباب کا یقین رکھتے ہیں کہ علیگڈہ کالج میں تعلیم پانیسے لڑکا دہریہ بنجاتا ہے مگر یہ تردید کس ڈھنگ کی دروغ من ترش بست ہے وجہ کی تھی بیرا نام ایک مولوی کو نماز و قرآن کی تلاوت کی تاکید کرنے کے لئے مقرر کر رکھا ہے یہ کب ثابت ہو تا ہو کہ تعلیم انگریزی پاتے ہوئے نیچریت کے کفریات ملقین ہو جانیکے بعد بھی وہ اسلام پر قائم رہتے ہیں - نواب صاحب پہلے خود تو نماز پڑھ لیں - خود را فضیحت دیگری را نصیحت ان لڑکوں کے دلوں پر اثر ہو تو کیونکر -

۲۸ کے اجلاس میں نواب صاحب نے کہا کہ رپورٹ تو کھوپا گئی چونکہ چھپی ہوئی - مسلمانوں کے اعتراضات سے ہوسکتے تھے چونکہ بیچ وگو کم ہیں اجازت دیکر چھپے دیجا سکتا ہے رپورٹ پر جرح قدح کرنیکے لئے اونہوں نے اس جملہ کو القط کر دیا جانتے تھے تاکہ مسلمان بہت جلد ہو گئی تھی اور وہ ہماری جعلسازیوں سے اچھی طرح واقف ہو گئے ہیں اگر رپورٹ میں رقم حاصل شدہ اونے پونے بتائی گئی تو مسلمان پھر چو اوڑا دینگے - اسکے بعد یہ تجویز پیش ہوئی کہ جو کتابیں عربی کی بنگال اسکولوں میں پڑھائی جاتی ہیں یہ مسلمانوں کے لئے بالکل مفید نہیں - مگر مسٹر ابو الفضل محمد عبد الرحمان صاحب جج عدالت خفیفہ خلف جناب نواب بہادر مولوی عبد اللطیف خان سی - آئی - ای نے بڑی زور سے اسکی تردید کی

جاسوسونکی رپورٹین

۱۶ دسمبر کو ولایت سے خبر آئی کہ لارڈ رابرٹس کل واٹرلو سٹیشن سے جنوبی افریقہ کیطرف روانہ ہوئے۔ روانگی کیوقت انکے کئی احباب سٹیشن پر حاضر تھے جن مین مفصلۂ ذیل حضرات بھی تھے: حضور پرنس آف ویلز، ڈیوک آف کناٹ، مسٹر ڈاملنڈ سٹورٹ۔ لارڈ لینسڈون، مسٹر بالفور وغیرہ۔ انکے علاوہ شہر کے اور چند معزز اشخاص انکی وداع کیلئے سٹیشن پر حاضر ہوئے تھے۔ جب لارڈ رابرٹس کی ٹرین روانہ ہوئی۔ اسوقت حاضرین نے خوشی اور کامیابی کے نعرے بلند کئے۔ لارڈ موصوف اُسی روز دوپہر کو بندرگاہ ساوتھمپٹن پر سٹیمر پر سوار ہوکر جنوبی افریقہ کیطرف روانہ ہوگئے۔

جنگ توگیلا کے متعلق ۱۶ کو مزید خبرین آئین کہ لفٹنٹ سینٹ گیلین دشمن کے ہاتھ گرفتار نہین ہوئے بلکہ مجروح ہوکر ہمارے ہی کیمپ مین موجود ہین۔ لفٹنٹ بلر کے بیگم ہونیکی خبر مشہور ہوئی تھی مگر اونکا پتہ لگا توپخانہ کے لفٹنٹ گریلیس بھی مجروح ہوئے ہین۔

لندن ۱۷ دسمبر۔ کہا جاتا ہے کہ جنرل بولر ڈچ فوجپر باردیگر حملہ کرنیکی پوشیدہ طور پر تیاریان بڑی مستعدی کیساتھ کر رہے ہین۔

جنگ کولنزو کیمتعلق جو خبر وصول ہوئی تھی کہ ڈچ فوجنے ہماری ۱۰ توپون پر قبضہ کیا۔ اس خبر کی اب تصدیق ہوئی ہے۔ علاوہ برین جنگ مذکور مین کرنل بوک اور انکی رجمنٹ کے سپاہی بھی دشمن کے ہاتھ گرفتار ہوئے۔

۱۶ دسمبر کو خبر آئی کہ موڈر ریور پر لارڈ میتھون معہ اپنی فوجکے سست پڑے ہوئے ہین۔ انکا ارادہ ہے کہ ڈچ فوجپر کوئی حملہ کرین [illegible] کہ انہین قوی امید ہے کہ جب دشمن کا سامان رسد تمام ہوجائیگا۔ تو وہ خود بخود یا تو ہماری اطاعت قبول کرینگے یا اپنی جانون کا فیصلہ ہمارے بہادر سپاہیون پر موقوف رکھینگے۔ برٹش افواج کی متواتر شکستون نے ہرطرف کچھ نہ کچھ پراگندگی پھیلا رکھی ہے۔ گورنمنٹ کیپ ٹاؤن کو یہ اندیشہ ہے کہ کہین یہانکی تمام رعایا بلوہ نہ کر بیٹھے۔

چند جرمنی اخبارون نے تو تعجب ہے ہمارے بہادر سپاہیونپر خوب طنزیہ فقرے اڑائے مگر وہین کے چند اخبارات برٹش سپاہیونکی شجاعت۔ ہمت اور استقلال کی داد دے رہے ہین کہ انہین کا کام تھا کہ لیڈی سمتھ مین باوجود دشمن کی متواتر گولہ باری کے بھی ہمت نہ ہاری۔

جنگ دریائی توگیلا کے متعلق ڈچ رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس جنگ مین ڈچ فوجکے ۳۰ سپاہی مقتول و مجروح ہوئے۔ مذکورہ جنگ مین فرینچ کرنل ویلی برلیس اور جرمن کرنل براؤن بھی موجود تھے۔ انکا بیان ہے کہ یورپکی فوجون نے ڈچ فوج کی شجاعت کا ایک شمہ بھی ظاہر نہین کیا۔

جنگ دریائی توگیلا کی تازہ خبرین مظہر ہین کہ برٹش توپخانہ نے برٹش توپخانہ نے ڈچ فوجکی گولہ باری کا کامل دو گھنٹہ تک مقابلہ کیا۔ اور جب بہت سے افسر مقتول ہوگئے۔ اور تمام گولہ بارود بھی ختم ہوگئی۔ اسلئے توپچیون کو مجبوری اپنی جان بچانیکے لئے اُن توپونکو چھوڑنا پڑا۔ اسلئے کہ اُسوقت توپین بالکل بیکار تہین۔ ڈچ فوجنے اپنے مورچہ کے اطراف وسیع کھائیان کھود دی تہین۔ اور انکی حفاظت کا انتظام بھی بہت اچھا کیا گیا تھا۔

جنرل میتھون اور جنرل گیٹیکر نے اپنے اپنے کیمپ مین اعلان نافذ کیا ہے کہ کیمپ کے اطراف کہین جاسوس نہ رہنے پائین۔ انہین کی چالاکیون نے برٹش فوج کو کیسی کیسی زک دلوائی۔

اخبار سٹینڈرڈ کے ایک نامہ نگار نے لیڈی سمتھ سے جو خط بھیجا وہ مظہر ہے کہ یہان کا برٹش توپخانہ بالکل نکما ہے۔ اسکے گولے بسبب کمزوری کے دور تک نہین پہنچ سکتے۔ اس خط مین برٹش گورنمنٹ پر زور دیا گیا ہے کہ دور تک فیر کرنے والی توپون کی یہان بہت سخت ضرورت ہے۔ فوراً روانہ کردیجائین۔ مگر یہ توپین ایسی بھاری نہون کہ اونکی نقل و حرکت مین دقت واقع ہو۔ اخبار مذکور نے اس خط پر ریمارک کرتے ہوئے برٹش توپون کی کمزوری پر افسوس ظاہر کیا ہے۔

ٹائمز کا نامہ نگار سٹرک سٹروم سے تار دیتا ہے کہ ڈچ رعیت برٹش گورنمنٹ کے برخلاف ضرور بغاوت کرتی اور اسے برٹش گورنمنٹ کی وفاداری منظور نہین ہے مگر جابجا بغاوت رکی ہوتی ہے اوسکی وجہ صرف خوف ہے۔ پہلی چند برٹش شکستون نے کئی باغیون کو ڈچ فوج مین مل جانے کے لئے دلیر کیا۔ اگرچہ انکی تعداد کی رپورٹ مین مبالغہ کیا گیا ہے۔ پھر بھی انکا ایسے وقت مین دشمن سے مل جانا بہت مضر ہے۔ باوجود ان تمام باتون کے آرنج فری سٹیٹ اور ٹرانسوال کے لوگونکو بہت سخت ناامیدی ہوئی۔ اسلئے کہ اونکو جن جن گورنمنٹون کی امداد کی امید تھی وہ پوری نہوئی بلکہ صرف جنوبی افریقہ کی چھوٹی چھوٹی نوآبادیان انکی امداد کیلئے آمادہ ہین۔

جنگی آفس مین پیٹر میرٹزبرگ سے جو تار آیا وہ مظہر ہے کہ وہان لانسرز رجمنٹ کے کرنل فادگیٹ سخت مجروح ہوئے۔ ان کے علاوہ مذکور رجمنٹ کے میجر کنگ کپتان وتھی۔ کپتان ادکس اور لفٹنٹ ہیولس خفیف مجروح ہوئے ہین۔ ۹ آدمی مقتول اور ۱۲ مجروح ہوئے۔ تفصیل معلوم نہین کہ یہ نقصان کیسے ہوا۔ کہان اور کیسے دشمن کے مقابلہ کی نوبت آئی۔ اکثر مقتول و مجروح سپاہی گلوسٹر رجمنٹ کے تھے۔

ہوپ ٹاؤن کے متعلق خبرین وصول ہوتی ہین کہ کالونی کے باشندون مین بغاوت کا بہت زور ہے۔ کیپ پارلیمنٹ کے ۳ ممبر بھی اس کارروائی مین شریک ہین۔

اجمیر شریف ۱۸ کو توالی شہر کی حد مین کوئی بدمعاش ایک سائین جی (ہندو فقیر) کو مار کر رفو چکر ہوا۔ جو بابا دودہاری کے چیلون مین سے تھا۔ اور سنا گیا ہے کہ مجد ہی سے باہر شیو باغ کے قریب کسی مکان مین کچہ دنون سے آکر رہتا تھا اور اسکے پاس ایک مالن بھی رہتی تھی جسکو لوگ اوسکی آشنا بتلاتے ہین۔ کئی دنون سے ایک شخص اسکے پاس آکر خود بخود خدمت کرنے لگا۔ اور پاؤن دباتا کبھی دوسری خدمات انجام دیتا۔ کئی دنون تک وہ یہی کرتا رہا۔ آخر ایک رات کے وقت نامبرد آیا۔ پہلے تو تلوار سے باباجی کا کام تمام کیا۔ پھر اوس مالن پر تین ہاتھ اینٹے بینڈ سے سارے جس سے وہ بیہوش ہو کر گری۔ قاتل فوراً ہی رفو چکر ہو گیا آج تک پتہ نہین کہ کون تھا اور کہان گیا۔ باباجی تو عدم کو سدھارے۔ عورت شفا خانہ مین پڑی ہے۔ آجکل چیچک کی بیماری نے خوب اودھم مچا رکھی ہے۔ دس پندرہ بچے روز ضایع ہوتے ہین۔ خدا رحم فرماکے آسمان پر بادل اکثر نمودار ہوتے ہین۔ اور خلق خدا کو بوند پانی کیلئے ترساتے ہین۔ (راجپوتانہ گزٹ)

کلکتہ مین مجروحین جنگ ٹرانسوال کے چندہ کی تعداد ایک لاکھ ۸ ہزار سے بھی بڑھ گئی۔

پنجاب مین خیراتی کام سے قحط زدون کی تعداد ایک لاکھ دس ہزار تک پہونچی۔

مجروحین جنگ ٹرانسوال کیلئے پنجاب مین بھی سلخ چندہ کھولنا چاہتے ہین۔ سول ملٹری گزٹ نے بھی لکھا کہ اصل چندہ قحط زدون کے لئے درکار ہے۔ امساک باران سے خوف قحط ترقی پر آرہا ہے۔

قیدی غازیخان کو انڈس کی دستبرد سے بچانیکی سعی کیجا رہی ہے سو لاکھ روپیہ برباد ہو چکا ہے۔ مگر تمام سعی بیکار نکلا۔ دریا کا رخ بربادی کیطرف ہے۔ دیکھیے

مقام کی تلاش بطور پیشبندی کے ہے۔

میونسپلٹی مدراس نے وہان کی برقی ٹرامبوی کے خریدنے کا سوال ایک کمیٹی کے سپرد کیا۔ کہ رپورٹ ہو کہ اگر مدراس مین ایکٹ پاس ہوگا کہ میونسپلٹی اور پنچایتون کی حدود مین ایام وبا مین گئے کھلے نہ چھوڑے جاوین۔ معلوم نہین غرض کیا ہے۔

۸ ار دسمبر کو میونسپلٹی مدراس کی کمیٹی مین پریسیڈنٹ نے بتلایا کہ پچھلے سال یہان ۱۲۱ گئے مروائے گئے تھے۔

پونا کی چھاؤنی کمیٹی نے عمارات گہوڑ دوڑ کی مالیت پر ۵ فیصدی ٹکس قایم کیا۔ شرف کلب گہبرا اٹھا۔

۱۹ ار کو لکھنؤ مین ۸ زمینداران تعلقہ ممقام نے حضور لاٹ صاحب کے ساتھ رنٹ بل پر کنفرنس کی۔ ہا انگشت رہی خفیف اصلاحین کیگئین۔ مسودہ پھر تیار کر کے زمیندارون کے پاس بھیجینگے تب کونسل مین پاس ہوگا۔ قصور وار اسامیون کے حقوق قبضہ کی خرید بذریعہ نیلام کی دفعہ اوڑا دیگئی۔ نتیجہ مشورت خاطر خواہ نکلا۔

ممالک شمال مغرب کی کمیٹی زمینداران نے ۵ سال کی میعاد پٹہ قرار دی کہ کاشتکار مالک نہ سمجہا جاوے۔

شملہ سے خبر آئی۔ منگل کو آتشزدگی سے بالو گنج کی ڈونگہ جو کہ راکھ ہوئی گھوڑے بچا لئے گئے۔

ملتان لائن پر چلتی گاڑی سے ایک بچہ گرا۔ والدہ نے دوسرے بچہ کو بھی باہر پھینکا۔ اور خود بھی کود پڑی۔ شجاع آباد سے اگلے سٹیشن گیلہ والے سے انجن لوٹا۔ تینون زندہ پائے۔ صرف خفیف چوٹین تہین۔

لاہور مین موقع شبرات پر چھچھو مدرسے کی آتشبازی کی چوکی جل گئی۔

پچھاونی انبالہ کے فوجی گھوڑدوڑ مین دیا آٹھ اکس

چھوٹی ۱۲ دن لانسر ز اور کوہی ہارٹ کی گھوڑی ہین۔

ہز ہائینس نظام دکن پیر کے روز ۱۰ گیٹ سے بنارس روانہ ہون گے۔ بنارس سے ہز ہائینس گلبرگہ جاوینگے۔ جہان بہر روز تک مقام کرینگے یہان سے حیدرآباد واپس تشریف جاوینگے۔ وزرا و مصاحبین منگل کے روز براہ راست حیدرآباد جاوینگے۔

جمعہ کی شام کو دہلی دروازہ لاہور کے باہر سبزی کے چھوٹے چھوٹے بنگلون کی قطار مین آگ لگ گئی۔ سب خاک ہو گئین۔ فائر انجن آیا مگر بستی پہلے ہی فروخ کر چکے تہے۔

ضرورت

بمبئی ٹیلیفون کمپنی مین تین جوانون کی ضرورت ہے جو انگریزی مین نوشت و خواند اور بخوبی گفتگو کر سکتے ہون۔ وے بتاریخ دوم ماہ جنوری روز سہ شنبہ کو ۱۰ بجے منیجر صاحب سے ملاقات کر کے اپنی اپنی عرضیان پیش کرین امید ترقی تنخواہ بہت جلد ہوگی۔

ٹھکانہ ٹیلی فون کمپنی نزدیک بمبئی بنک قلعہ بمبئی

طاعونی شکار

تاریخ دسمبر	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۴	۶۰	۵۵	۲۴۷
۲۵	۵۹	۴۰	۲۴۲
۲۶	۴۵	۴۵	۲۴۵
۲۷	۷۰	۵۰	۲۳۹
۲۸	۷۹	۴۱	۲۴۳
۲۹	۶۵	۳۳	۲۴۳
۳۰	۴۷	۳۰	۲۴۳

مطبع حمیدیہ واقع بمبئی بھنڈی بازار مین حکیم محمد عبدالحمید فرخ دہلوی مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا